C. S. (Main) Exam : 2012

Serial No. [ ]

E–DTN–M–JMD–23

URDU

(Compulsory)

Time Allowed : Three Hours | *Maximum Marks : 300*

INSTRUCTIONS

*Candidates should attempt **ALL** questions.*
The number of marks carried by each question is indicated at the end of the question.
*Answers must be written in **Urdu** unless otherwise directed.*
*Prescribed word-limit must be followed for Q. No. 3. The precis must be attempted **only** on the special precis sheets provided separately. These precis sheets are to be securely attached to the answer book.*
Important : Whenever a Question is being attempted, all its parts/sub-parts must be attempted contiguously. This means that before moving on to the next Question to be attempted, candidates must finish attempting all parts/sub-parts of the previous Question attempted. This is to be strictly followed.
Pages left blank in the answer-book are to be clearly struck out in ink. Any answers that follow pages left blank may not be given credit.

سوال نمبر ا۔ حسب ذیل عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر 300 الفاظ میں مضمون لکھیے۔ 100

(۱) ہندوستان۔ تجارتی ترقی وتوسیع کا مرکز
(۲) خواتین کے لیے ہمارے بڑے شہر کتنے محفوظ ہیں؟
(۳) جنگلی حیات کی حفاظت اور انتظامیہ
(۴) ہندوستان میں پیشہ ورانِ تعلیم
(۵) فلموں میں اساطیری دنیا

سوال نمبر ۲۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو غور سے پڑھیے اور نیچے پوچھے گئے سوالوں کے جواب واضح، صحیح اور مختصر و مجمل زبان میں لکھیے۔ 60 (6×10)

قارئین کی ایک کثیر تعداد محض وقتی تفریح کے لیے مطالعہ کرتی ہے یا ایسی کتاب کا جس سے انہیں سکون نصیب ہو۔ دیگر الفاظ میں وہ محض وقت گزاری کے لیے مطالعہ کرتے ہیں۔ عموماً اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وقت ایک بیش قیمتی خزانہ ہے اور قارئین اسے خوب مزے سے اڑاتے ہیں۔

نا قابلِ یقین امر یہ بھی ہے کہ وقت ان کے سر پر تلوار کی مانند لٹکا رہتا ہے اور جب انہیں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب اس احساس سنگینیِ بار سے نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے تو وہ اس کا مطالعہ کر لیتے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ کسی اور مقصد سے مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر کریں تو مطالعہ سے حتمی کچھ حاصل ہوگا مگر اس امر کے آثار کم ہی نظر آتے ہیں۔ مطالعہ سے کچھ اثر ضرور ان پر ہوتا ہوگا مگر وہ تاثیر لاشعوری کے عالم میں ہوتی ہے اور جب ہم لاشعوری کے عالم میں متاثر ہوتے ہیں تو وہ تاثیر مفید ہوگی یا مضر، قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ شعوری طور پر وہ مطالعہ سے کچھ حاصل نہیں کرتے چونکہ وہ اپنے مطالعہ کے متعلق کچھ بیان ہی نہیں کر پاتے۔

۱۔ بیشتر لوگ کیوں مطالعہ کرتے ہیں مصنف کی رائے میں اس کی کون سی وجوہات ہیں؟

۲۔ قارئین وقت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے مصنف کیوں اس طرح خیال کرتا ہے؟

۳۔ قارئین کا وقت مناسب و مفید انداز میں صرف نہیں ہوتا

(Contd.)

اس حقیقت کی علامت کیا ہے؟

۴۔ کتاب کے تکمیلی مطالعہ کے بعد مصنف قارئین سے کس قسم کی توقع رکھتا ہے؟

۵۔ لاشعوری مطالعہ مصنف کے نظریہ میں سطحی اور پست کیوں ہے؟

۶۔ مصنف کس قسم کے قارئین کا متمنی ہے؟

سوال نمبر۳۔ حسب ذیل اقتباس کو ایک تہائی حصہ میں مختصر و مجمل (précis) طور پر لکھیے۔ مذکورہ حد سے کم تحریر کرنے پر نمبر کاٹ لیے جائیں گے۔ اسے پرچہ کے ساتھ منسلک کاغذ پر لکھیے اور امتحان کی کاپی کے ساتھ نتھی کر دیجیے۔ 60

پانی کرۂ ارض پر بآسانی اور وسیع مقدار میں دستیاب ہونے والا وہ مادہ ہے جس نے ارضی سطح کے ۷۰ فیصد حصہ کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ سطح ارضی پر کل پانی کی مقدار 1.386 billion مکعب کیلومیٹر ہے اور اس میں سے ۹۷ فیصد کھارا پانی قابلِ استعمال نہیں ہے۔ بقیہ صرف ۳ فیصد ہی تازہ پانی ہے۔ مگر

۶۸.۵ فیصد پانی برف کی پرتوں، یخ تودوں اور دائمی منجمد برف کی صورت میں موجود ہے یعنی وہ انسان کے نصیب میں نہیں۔ تازہ پانی کا ۳۰ فیصد حصہ تہہ زمینی ۰.۹ فیصد سطح ارضی پر موجود دریاؤں، چشموں جھیلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ عموماً ہم دریاؤں، چشموں اور جھیلوں سے فی روز ۷۰ مکعب کیلو میٹر اور تہہ زمینی کے ذخائر سے فی روز ۷۰ فیصد مکعب کیلو میٹر جاری پانی پر منحصر ہیں۔ صدیوں سے پانی کی فراہمی مسلسل طور پر تدا وم میں ہے مگر گذشتہ چند دہوں میں گھریلو استعمال، زراعتی اور صنعتی فعالیتوں کے رشد کی وجہ سے ضرورت کی مقدار میں سریعاً اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۴۰ میں جب عالمی آبادی ۲ ارب تھی فی کس پانی کی فراہمی ۱۰۰۰ مکعب میٹر تھی۔ سن ۲۰۰۰ میں جب عالمی آبادی ۶ ارب پر پہنچ گئی تو پانی کی ضرورت بھی بڑھ کر ۶۰۰۰ مکعب میٹر فی کس ہوگئی۔ نتیجتاً تازہ پانی کے ذرائع پر قابل توجہ دباؤ بڑھا خصوصاً گنجان اور پانی کی قلیل مقدار والے علاقوں پر۔ تازہ پانی کا ۷۰ فیصد زراعت اور اس میں سے باقی ۲۲ فیصد صنعتی مصرف اور ۸ فیصد گھریلو سیکٹر میں صرف ہوتا ہے۔ دنیا کی غیر متوقع طور پر

(Contd.)

بڑھتی ہوئی آبادی اور صاف پانی کی مقدار میں روز افزوں ضرورت میں افزائش کے سبب تازہ پانی مسلسل کمیاب ذریعہ بن رہا ہے۔ ہر سال دستیاب تازہ پانی کا تقریباً نصف حصہ مصرف میں لایا جارہا ہے۔ افزائش آبادی اور بڑھتی ضرورت کے مدنظر پانی کے مصرف کی مقدار سن ۲۰۵۰ تک ۷۶ فیصد تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر اسی طرح زیادہ سے زیادہ پانی کا مصرف لوگ جیسا کہ ایک امریکی جو سب سے بڑا پانی خور پیٹو ہے کرتے رہے تو پانی کی سطح مصرف ۹۰ فیصد تک کی بلندی تک پہنچ سکتی ہے۔ تازہ پانی فراہم کرنے والے ذرائع سے متعلق ایک قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ پوری دنیا میں اس کی تقسیم مساوی و برابر نہیں ہوتی ہے۔ پانی کی فی کس فراہمی کے سبب دنیا میں دو طرح کے ملک ہیں پانی کے سرمایہ سے پانی دولتمند (water-rich) اور قلت کے سبب پانی فقیر (water-poor) جیسے گرین لینڈ میں 10,767 million مکعب میٹر سالانہ ہے جبکہ کویت میں فقط ۱۰ مکعب میٹر۔ ہندوستان میں سن ۱۹۵۱ میں پانی کی فی کس فراہمی ۵۱۷۷ مکعب میٹر تھی ۲۰۰۱ میں یہ مقدار کم ہو کر صرف ۱۸۲۰ رہ گئی اور ہندوستان

(Contd.)

پانی غریب ملکوں کی صف میں دھکیل دیا گیا۔ مزید برآں امکان یہ ہے کہ فی کس پانی کی دستیابی سن ۲۰۲۵ میں گھٹ کر محض ۱۳۴۰ مکعب میٹر ہی رہ جائے۔

دنیا کے عظیم دریا اور اس کی نہریں ایک سے زاید ملکوں میں سے بہتے گزرتی ہیں مثلاً دریائے گنگا اور اس کی نہریں نیپال، ہندوستان اور بنگلا دیش میں اور دریائے سندھ اور اس کی نہریں ہندوستان اور پاکستان میں بہتی ہیں۔ ڈینوب دریا جس کا محل مبدا جرمنی ہے آسٹریا، سلوواکیہ، ہنگری، کروشیہ، سربیہ، رومانیہ، بلغاریہ، مالدیویہ اور یوکرین کی سرزمین میں رواں ہے۔ دریائے زامبیزی کا میسر آب زامبیا، انگولا، نامیبیا، بوٹسوانا، زمبابوے اور موزامبیق میں ہے۔ دریائے نیل مصر کی خط زندگی کے محل صدور دیگر آٹھ ساحلی ممالک سوڈان، اتھوپیا، کینیا، بورونڈی، یوگانڈا، تنزانیا اور زائرے میں بھی موجود ہیں۔ ایک دریا کا کئی ملکوں سے گزرنا بھی ساحلی ممالک میں تقسیم آب کے قضیہ کی بنا پر تنازعہ و مناقشوں کا سبب بنتا ہے۔ جنوبی اور وسطی ایشیا، مرکزی یورپ اور شرق مرکزی ممالک میں وقوع پذیر ایسے

(Contd.)

تنازعوں کے واقعات کی تاریخ ۳۰۰۰ ق۔م تک دستیاب ہے۔زراعتی، صنعتی اور گھریلو استعمال کی روز افزوں افزائش ضرورت سے یہ تنازعے بعض اوقات مشکل حالات ہجومی و تجاوزانہ شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ایک ہی ملک میں رواں دریا کے پانی کی تقسیم میں محلی اور علاقائی سطحوں کی حصہ داری بھی ایک نازک معاملہ ہے۔گوتم بدھ (۵۶۳-۴۸۳ ق۔م) کوشاکیہ اور کوٹیا قوموں میں روہنی دریا کے پانی میں حصہ داری پر ہونے والے تنازعہ میں دخل اندازی کرنی پڑی تھی۔

(Contd.)

سوال نمبر ۴۔ مندرجہ ذیل انگریزی اقتباس کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔ 20

I remember my father starting his day at 4 a.m. by reading the namaz before dawn. After the namaz, he used to walk down to a small coconut grove we owned, about 4 miles from our home. He would return, with about a dozen coconuts tied together thrown over his shoulder, and only then would he have his breakfast. This remained his routine even when he was in his late sixties.

I have throughout my life tried to emulate my father in my own world of science and technology. I have endeavoured to understand the fundamental truths revealed to me by my father, and feel convinced that there exists a divine power that can lift one up from confusion, misery, melancholy and failure, and guide one to one's true place. And once an individual severs his emotional and physical bondage, he is on the road to freedom, happiness and peace of mind.

(Contd.)

سوال نمبر ۵ ۔حسب ذیل اقتباس کا انگریزی میں ترجمہ کیجیے۔ 20

دورِ ظہورِ المسیح سے بہت قبل شفاخانوں کی ابتدا یونان،
مصر اور ہندوستان میں ہو چکی تھی۔ اب دنیا بھر کے بیشتر
ممالک میں بڑے بڑے عمومی اسپتال ہر قسم کے امراض کے
علاج، تحقیقات وطبی تربیت کے مناسب و کافی انتظامات و
مواصلات سے آراستہ ہیں، اسی طرح بڑی تعداد میں
چھوٹے چھوٹے طبی ادارے جن میں سے زیادہ تر مخصوص قسم
کی بیماریوں یا خواتین اور بچوں کی طبی ضروریات کی فراہمی
کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ انگلستان اور امریکہ میں اکثر اسپتال
ایالتی یا میونسپلٹی کی جانب سے ماہانہ مالی امداد اور انتظامیہ
کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں۔ اس نظام کی بدولت نہ صرف
اسپتالوں کی کارکردگی بغیر کسی رکاوٹ اور مالی مشکلات سے
عاری ہوئی ہے بلکہ یہ پوری قوم کی سہولت کے لیے ایک منظم
نظام اختیار کرنے اور استعداد و توانائی کی کفایت شعاری
میں بھی مددگار ثابت ہوا۔ لیکن کسی قسم کی شدید تنقید اور فضول
خرچی پر ممانعت سے عاری اس نظام میں غالب بے حسی،
مشینی اور بے روحی ذہنیت کی تاسیس بھی عمل پذیر ہوئی ہے۔

(Contd.)

سوال نمبر ۶ ۔ (الف) حسب ذیل ضرب الامثال میں سے صرف پانچ کے معنی بتائیے اور ان کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔ 10

(۱) جوتیاں سیدھی کرنا۔
(۲) نظریں چرانا۔
(۳) ہتھیلی پر سرسوں جمانا۔
(۴) آگ میں گھی ڈالنا۔
(۵) بازار سرد ہونا۔
(۶) آفت ٹوٹنا۔
(۷) چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا۔
(۸) گھر پھونک تماشا دیکھنا۔
(۹) سونے کی لٹیا پیتل کی تلی۔

(ب) حسب ذیل میں سے کسی پانچ کی تعریف مع مثالوں کے بتائیے۔ 10

۱۔ تشبیہ
۲۔ استعارہ
۳۔ صفت منفصل اور متصل
۴۔ تراکیب فعلی

(Contd.)

۵۔ یائے معروف اور یائے مجہول
۶۔ الف مکسورہ
۷۔ جملہ مرکب
۸۔ لاحقہ
۹۔ اسم نکرہ
۱۰۔ صفت مفعولی

(ج) حسب ذیل الفاظ میں سے صرف پانچ کے واحد لکھیے۔ 10

۱۔ ملایک۔
۲۔ مشائخ۔
۳۔ اراکین۔
۴۔ اصوات۔
۵۔ ملل۔
۶۔ اراذل
۷۔ تواریخ۔
۸۔ صبیان
۹۔ مستورات۔
۱۰۔ اصناف۔

(Contd.)

(د) مندرجہ ذیل میں سے کسی پانچ فقروں اور تراکیب کے مفہوم لکھیے اور اپنے جملوں میں استعمال کریں۔ 10

۱۔ خوان یغما۔
۲۔ جوئے شیر کا لانا۔
۳۔ آتشِ نمرود۔
۴۔ کاغذی پیرہن۔
۵۔ دست درازی۔
۶۔ لالۂ صحرا۔
۷۔ عالمِ بیخودی۔
۸۔ بانگ جرس۔
۹۔ جنّت شدّاد۔
۱۰۔ نقطۂ عطف۔
۱۱۔ تحولات فکری

☆☆☆